Al-Mahdi Research Journal
Vol. 2, No. 1 (Jan-March 2021)
ISSN (p): 2789-4142 ISSN (e):2789-4150

معذور (خصوصی) افراد کی معاشرے میں تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت

The need and importance of education and training of disabled (special) people in the society

Saira Tariq[1]
Dr. Muhammad Mudassar Shafique[2]

Abstract:

Disabled people face numerous barriers that limit their access to education, employment, health care, and rehabilitation. Due to inadequate awareness in societies, persons with disabilities are not accepted as useful humans and due to lack of opportunities, many of them are forced to remain confined to their houses. The Quran and Hadith not only declared the existence of disabilities as a natural part of human nature but also provided principles and practical suggestions for caring for disabled people. Society's civil responsibility is illustrated in the Quran, which stresses that society is responsible for taking care of such individuals and is responsible for improving their condition by proper education and training. The sunnah also supports the society of social responsibility towards disabled people. The object of this paper is to discuss the need and importance of education and training of disabled (special) people in society.

Key Words: *Disabled People, Education, Training, Disability, Society Behaviour, Social Awareness*

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے اور اشرف المخلوقات کا خوبصورت خطاب عطا کیا ہے لیکن بعض اوقات پیدائشی طور پر یا کسی بیماری یا حادثے کی صورت میں بعض افراد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ جسمانی نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور ذہنی یا جسمانی معذوری کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اُنہیں روزمرہ زندگی کے کام سرانجام دینے میں بھی مشکل پیش آتی ہے اور ایسے معذور افراد کی معاشرتی ضروریات بھی عام افراد سے مختلف ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص پیدائشی طور پر یا کسی بیماری یا حادثے کی صورت میں کسی نعمت سے محروم ہو جائے تو پھر اُسے اللہ تعالیٰ سے سے مدد مانگنی چاہیے اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ شریعت نے بھی معذور افراد کے لیے بہت سے رخصتیں مقرر کی ہیں۔ اگر اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو قرآن کریم میں بھی اور احادیثِ مبارکہ میں بھی ہمیں خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت اور معاشرے کی ذمہ داری کے بارے میں بہت زور دیا گیا ہے۔ لیکن فی زمانہ اگر

[1] Visiting Lecturer Department of Islamic Studies, University of Agriculture Faisalabad.
E-mail: sairatariq1813@gmail.com

[2] Visiting Lecturer Department of Islamic Studies, NUML University, Multan Campus.
E-mail: mudassaraarbi@gmail.com

دیکھا جائے تو معاشرے میں معذور افراد کی مناسب تعلیم و تربیت پر اتنی توجہ نہیں دی جاتی جتنی کہ اُن کو ایک ذمہ دار شہری بنانے کے لیے دی جانی چاہیے۔

قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ سے اِس بارے میں بہت سے احکامات ملتے ہیں لیکن زیر نظر آرٹیکل میں معذور (خصوصی افراد) کی معاشرے میں تعلیم و تربیت کی ضرورت و اہمیت پر بحث کی جائے گی کہ معذور افراد کی تعلیم و تربیت کیوں ضروری ہے نیز ایسے اقدامات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی جن کو اختیار کرتے ہوئے معذور افراد کی تعلیم تربیت کی جاسکتی ہے اور اس سلسلے میں معاشرے کی ذمہ داریاں اُجاگر کی جائیں کہ معاشرہ کس طرح سے معذور افراد کو تعلیم و تربیت کے ذریعے ایک مفید شہری بناسکتا ہے۔ ذیل میں پہلے معذوریت اور تعلیم و تربیت کے معنی و مفہوم اور قرآن اور حدیث سے اِس کی اہمیت واضح کی جائے گی۔

۱۔ معذوری (معنی و مفہوم)

معذوریت ایک جامع اور وسیع اصطلاح ہے۔ معذوری میں جسمانی و دماغی عوارض اور انسانی طبیعت و مزاج کی حساسیت وغیرہ شامل ہیں۔

معذوری عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مادہ "ع، ذ، ر" ہے اور یہ باب "عذعد ر" سے اسم مفعول ہے۔

"اس کا معنی عذر رکھنے والا شخص ہے، یعنی دماغی یا جسمانی بندش رکھنے والا اور عارضہ رکھنے والا فرد۔ عربی لغت کے اعتبار سے اس لفظ کا اطلاق صرف دماغی و جسمانی عیب و نقص پر نہیں ہوتا، بلکہ یہ لفظ اپنے لغوی مفہوم میں معنوی وسعت اور عمومیت رکھتا ہے۔ سفر، بیماری، معذوری اور خواتین کے عوارض معذوریت کے مفہوم شامل ہیں۔" [3]

معذوری کے عالمی تناظر میں معذوری کی قابل عمل تعریف برطانوی قانون (برائے معذور افراد) پیش کرتا ہے:

"A physical or mental impairment which has a substantial and long term adverse effect on a pesson's ability to carry out normal day to day activities"[4]

(ایک ایسا جسمانی یا دماغی عارضہ جو انسان کے روزانہ کے معمولات زندگی انجام دینے کی اہلیت و صلاحیت پر گہرے اور لمبے اثرات رکھتا ہو، یعنی انسان کے کام کرنے کی صلاحیت ختم یا کم کردے۔)

W.H.O کی گائیڈ کے مطابق معذوری کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"A disability is the loss of function due to impairment"[5]

(معذوری جسمانی نقص کی وجہ سے کوئی بھی رکاوٹ یا کسی عمل میں رکاوٹ ہے۔)

ڈیوڈ تھامس معذوری کی تعریف یوں کرتا ہے:

---

[3] مختار، احمد مختار عبد الحمید عمر، معجم اللغۃ المعاصرۃ، بیروت: عالم الکتب، ۱۴۲۹، ص: ۱۴۷۴/۲

[4] UK Disability Discrimination Act Nov 1995

[5] W.H.O, Guide for special Education, Geneva, 1981, P:47

Disability refers to the impact of impairment upon the performance of activities "commonly accepted as the basic elements of everyday living"[6]

(معذوری عام طور پر روزمرہ زندگی کی بنیادی عناصر کے طور پر قبول کی گئی سرگرمیوں کی کارکردگی پر اثرات سے ظاہر ہوتی ہے۔)

مندرجہ بالا تمام تعریفوں کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ معذوری ایک بہت وسیع اصطلاح ہے۔ معذوریت میں جسمانی اور ذہنی تمام عوارض شامل ہو سکتے ہیں۔ معذوریت انسان کے روزمرہ معمولاتِ زندگی کو بھی متاثر کرتی ہے اور انسان معذوری کی بنا پر یا تو کام کرنے کی صلاحیت کو مکمل طور پر کھو سکتا ہے یا پھر یہ جزوی طور پر بھی انسان کو متاثر کرتی ہے لیکن اِس بات کا انحصار اِس پر ہے کہ معذوریت کی اصل نوعیت کیا ہے۔

۲۔ معذوری کے احکام و مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں

خصوصی افراد کی معذوری کے لیے قرآن پاک میں اشارۃً وکنایۃً بڑی واضح خوبصورت اسلوب میں جو اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

i۔ أُولِی الضَّرَرِ

”لَايَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ أُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ“[7]

(مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو کسی معذوری کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں۔ دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔)

مندرجہ بالا آیت قرآنی جب نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت کو کتابت کے لیے بلایا۔ تو اِس وقت نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام کلثوم نے اپنا نابینا ہونے کا عذر پیش کیا۔

لہٰذا اِس کی وضاحت میں یہ حدیثِ رسول ﷺ دی جاتی ہے:

”عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَمَا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَيْدًا فَكَتَبَهَا، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ: غَيْرُ أُولِی الضَّرَرِ۔“[8]

(حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ جب آیت (لَا يَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ بن ثابت کو کتابت کے لیے بلایا اور اُنہوں نے وہ آیت لکھ دی۔ پھر حضرت عبداللہؓ بن اُم کلثوم حاضر ہوئے اور اپنے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے (غیر اولی الضرر) کے الفاظ اور نازل کیے۔)

---

[6] David Thomas, The Social Psychology of childhood Disability, Londan, Matheuen & Co, 1978, P:311

[7] النساء: ۹۵

[8] النساء:۹۵

لہٰذا مفسرین اور فقہاء نے "اُولی الضرر" میں متاثرہ بصارت، جسمانی معذوری، مریض اور تنگ دست افراد کو شامل کیا ہے۔

ii۔الضُّعَفَآئِ

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآئِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَاعَلَی الَّذِیْنَ لَایَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ"[9]

(ان لوگوں پر جو کمزور، بیمار اور جن کے پاس زادراہ نہیں ہے، کوئی گناہ نہیں ہے بشرط یہ کہ وہ خلوص دل کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ وفادار ہوں۔)

iii۔الْمُسْتَضْعَفِیْنَ

"اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡ اَنْفُسِہِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ؕ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ؕ فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ؕ وَسَآءَ تْ مَصِیْرًاo اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَایَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّلَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًافَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا"[10]

(جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے جب ان کی روحیں فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا: کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ ہاں جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے (وہ اس وعید سے مستثنٰی ہیں)۔)

iv۔الفقراء

"اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَ اَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ"[11]

(صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا، محتاجوں کا، جو کارکن ان صدقات (کی تحصیل وصول کرنے) پر متعین ہیں جن کی دلجوئی کرنا (منظور) ہے۔ غلاموں کی گردن چھڑانے میں (صرف کیا جائے)۔ قرض داروں کے قرضہ (ادا کرنے) میں، اللہ کے راستے میں اور مسافروں کی (امداد) میں۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔)

---

[9]التوبہ:۹۱

[10]النساء:۹۸

[11]التوبہ:۴۰

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے پہلا معرف "الفقراء" ہے۔ عربی لغت کے اعتبار سے فقیر سے مراد وہ شخص ہے جس کی ریڑھ کی ہڈی، کڑے اور مہرے ٹوٹ گئے ہوں۔ جس شخص کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے، اس کے جسم کا نچلا حصہ مفلوج و معذور ہو جاتا ہے اور وہ شخص اکتساب معاش کے قابل نہیں رہتا، عربی لغت میں لفظ فقیر کا اصل اطلاق معذور فرد پر ہوتا ہے۔

"الفقراء" کے بارے میں اہل لغت کی رائے

الفقراء کا مادہ "فقر" ہے۔ جس کے معنی اہل لغت نے تنگ دست، مفلس، محتاج جس کے بارے اہل خانہ کی کفالت سے زائد رزق نہ ہو، کہے ہیں۔

اصل میں اس شخص کو فقیر کہا جاتا ہے، جس کی پشت کے کڑے اور مہرے ٹوٹ گئے ہوں۔ صاحب لسان العرب اور تاج العروس یوں لکھتے ہیں:

"وَهُوَ مَا انْتَضَدَ مِنْ عِظَامِ الصُّلْبِ مِنْ لَدُنِ الكاہِلِ اِلی العَجْبِ"[12]

(اس سے مراد کندھے سے لے کر دمچی تک کمر کی ترتیب کے ساتھ لگی ہوئی ہڈیاں ہیں۔)

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"اَلفَقِيْرِ: هُوَ المَكْسُوْرُ الْفِقَارِ"[13]

(فقیر سے مراد وہ شخص ہے جس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہو۔)

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی کی روشنی میں معذوری کو دیکھا جائے تو اِس اصطلاح کے وسیع ہونے کی وضاحت بڑی اچھی طرح سے ہو جاتی ہے کہ شریعت نے معذور افراد کے لیے کس قدر آسانیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ ہجرت و جہاد کے لیے معذور افراد کو استثنیٰ حاصل ہے۔ بلکہ اِس کے ساتھ ساتھ شریعت نے کمزور و ناتواں کو بھی رعایتیں دے رکھی ہیں اِسی طرح سے بوڑھے اُدھیڑ عمر افراد کو بھی اِس رعایت میں شامل رکھا ہے۔

(ب) معاشرے میں خصوصی افراد کی تعلیم و تربیت کی ضرورت و اہمیت

اسلام میں تعلیم و تربیت کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے اور اس میں زندگی گزارنے کے ہر پہلو کے متعلق روشن تعلیمات موجود ہیں۔ تعلیم ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور پھر خصوصی افراد کی تعلیم و تربیت تو کثیر الجہت ہے۔ چونکہ معذور افراد کو عصری مسائل کا سامنا عام افراد سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے معذور افراد کی دینی، عملی اور فنی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔ تبھی وہ عصری مسائل کا سامنا کر سکتے ہیں اور معاشرے کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکتے ہیں۔

---

(۱) الزبیدی، عبدالرزاق المرتضیٰ، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، کویت: طبعۃ الکویت، ص:۷ ۱۳/۳۳۳ (۲) الافریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ، ص:۶۱ /۵[12]

الاصفہانی، حسین بن محمد بالراغب، مفردات القرآن، بیروت: دار القلم، ۱۴۱۴ھ، ص:۶۴۲[13]

لیکن معذور افراد کی تعلیم وتربیت پر روشنی ڈالنے سے پہلے تعلیم وتربیت کا معنی ومفہوم مختصراً بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ تعلیم کا معنی ومفہوم

علم کے معنی "معلومات اور مدرکات" یعنی "جاننے اور پہچاننے" کے ہیں۔ یہ باب "سمع" سے ہے۔

"جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "جل عالم و علیہم" اس کی جمع علوم اور عالم کی جمع علماء اور علام آتی ہے۔[14]

"لفظ علم کی نسبت جب انسان کی طرف کی جائے اور یوں کہا جائے علم الرجل تو معنی ہوں گے "حصلت لہ حقیقۃ العلم" (اسے علم کی حقیقت حاصل ہوگئی) اور اگر یہ شیء یا امر کی طرف منسوب ہو اور یوں کہا جائے "علم علم الشیء یا علم الامر" تو اس کے معنی ہوں گے "عرفہ وتُقینہ" (اسے اس چیز کی معرفت اور کامل یقین حاصل ہوگیا)۔[15]

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی الجدیدہ میں اس طرح سے لکھتے ہیں:

"علم ضد ہے جہل کی اور اس کے معنی ہیں علم، تعلیم اور معلومات کے۔"[16]

۲۔ تربیت کا معنی ومفہوم

تربیت کا لفظ "ربا" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی "پلنے اور بڑھنے" کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے:

"فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَاالْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ"[17]

(پھر جب ہم اس پر بارش (پانی) برساتے ہیں تو شاداب ہو جاتی ہے اور اُبھرنے (پلنے) لگتی ہے۔)

اسی طرح حدیث مبارکہ ہے:

"وتربوا فی کف الرحمٰن حتی تکون اعظم من الجبل"[18]

(اور صدقہ اللہ تعالیٰ کی ہتھیلی میں بڑھ کر پہاڑ سے زیادہ عظیم ہو جاتا ہے۔)

"امام راغب اصفہانی نے اس آیت اور حدیث کی روشنی میں تربیت کے معنی کسی چیز کا آہستہ آہستہ کمال کو پہنچانا بتایا ہے۔"[19]

۳۔ تعلیم وتربیت میں فرق

---

[14] فیروز آبادی، القاموس المحیط، بیروت: دار الفکر، س ن، ص: ۱۵۳/۴

[15] لوئیس مالوف، المنجد فی اللغۃ، بیروت: مطبعہ الکاثولیکیہ، ۱۹۴۷ء، ص: ۵۵

[16] وحید الزمان، قاسمی کیرانوی، القاموس الجدید، لاہور: ادارہ اسلامیات، ص: ۴۸۳

[17] سورہ الحج: ۵

[18] المسلم بن حجاج، بن مسلم قشیری، نیساپوری، الصحیح المسلم، بیروت: دار احیاء اللترات العربی، ۱۹۷۲ء

[19] اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن (مترجم)، لاہور: اسلامی اکادمی، اردو بازار، ۱۹۸۸ء، ص: ۲،۳/۱

تربیت کے مقابلے میں تعلیم کا دائرہ کار محدود ہے۔ تعلیم کے ذریعے صرف عقلی قوتوں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ جبکہ تربیت کے ذریعہ انسان کی تمام فطری قوتوں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

"لیکن تعلیم وتربیت بعض اوقات بطور مترادف بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اگر تعلیم و تربیت کا لفظ ایک ساتھ بولا جائے تو دونوں کے معنی الگ ہوں گے اگر جدا بولا جائے تو دونوں کے معنی ایک ہوں گے۔"[20]

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر تربیت انسان کی تمام فطری قوتوں کو اجاگر کرتی ہے تو پھر معذور افراد کی معاشرے میں تعلیم وتربیت کی اہمیت کس قدر زیادہ ہوگی۔

۴۔ تعلیم وتربیت کی قرآن وحدیث کی روشنی میں ضرورت واہمیت

اللہ تعالیٰ نے انسان میں نیکی اور بدی دونوں طرح کی قوتیں رکھی ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ نے واضح طور پر اس بات کو بتادیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کردی ہے کہ انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد بھی تعلیم وتربیت ہی ہے۔

یہی بات قرآن پاک میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

"كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۝"[21]

(جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیت سناتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے۔ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتاہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔)

اہل علم کی خوبی قرآن پاک میں کچھ اس طرح سے بیان کی گئی ہے:

"شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ"[22]

(اللہ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔)

قرآن پاک میں اہل علم کے درجات کو بلند کرنے کا انعام بھی ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن میں آتا ہے:

"يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ"[23]

(تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جو علم دیے گئے ہیں اللہ اُن کے درجات بلند کرے گا۔)

ان آیات مبارکہ میں علم اور تعلیم کی ضرورت واہمیت بڑی اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے اور علم کی عظمت بھی اُجاگر ہوتی ہے۔

---

[20] ممتاز احمد عبداللطیف، اسلام کا تربیتی تعلیمی و تدریسی نظام، انڈیا، مرکز الاصلاح، بہار، ۱۹۹۷ء، ص:۲۷

[21] البقرہ:۱۵۱

[22] آل عمران:۱۸

[23] المجادلہ:۱۱

"مَنْ سَلَکَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْہِ عِلْمًا سَلَکَ اللہُ بِہٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرْقِ الْجَنَّۃِ وَ اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَتَفَعُ أجْنِحَتَہَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ"[24]

(جو شخص طلبِ علم کے لیے راستہ طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے اُسے جنت کی راہ چلاتا ہے اور فرشتے طالبِ علم کی بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔)

مندرجہ بالا آیات وحدیثِ مبارکہ کی روشنی میں علم کی اور تعلیم وتربیت کی اہمیت بڑی اچھی طرح سے واضح ہو جاتی ہے۔ علم کی اہمیت اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ نبی پاک ﷺ نے علم کے حصول کو جنت تک پہنچنے کا ذریعہ بتادیا ہے اور یہ کہ علم کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے والے کے حق میں فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور وہ بھی بخشش اور مغفرت کی۔

(ج) معاشرے میں خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت

تعلیم وتربیت کے معنی ومفہوم کے بعد اور تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت معلوم کرنے کے بعد اب اس بات پر روشنی ڈالنا ضروری ہے کہ معاشرے میں خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت کیوں ضروری ہے، تاکہ وہ معاشرے کے مفید شہری بن سکیں۔ ذیل میں یہ اہمیت بیان کی جارہی ہے۔ لیکن اِس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تاریخی تناظر میں مختصراً دیکھا جائے کہ اسلامی تاریخی معاشرے میں خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت کس طرح ہوتی رہی ہے ذیل میں اِس کا مختصر جائزہ لیا جاتا ہے:

اسلامی تاریخی معاشرے میں خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت

معاشرے میں خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ضروری ہے کہ اسلامی تاریخ معاشرے کا جائزہ لیا جائے کہ صحابہ کرامؓ نے تاریخ میں موجود معزور افراد کے ساتھ کس طرح کا معاشرتی رویہ رکھا۔

صحابہ کرامؓ چونکہ براہِ راست نبی پاک ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے تھے اور ان کے سامنے ہی اللہ کے نبی ﷺ نے خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت بھی فرمائی تھی۔ بلکہ ان کو اہم ذمہ داریاں بھی سونپی تھیں۔

"جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کا نام بارہا سامنے آتا ہے۔ ان کو دین کی تربیت کا معلم بنایا جانا بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح ایک اور صحابی حضرت عتبانؓ بن مالک جو کہ نابینا تھے وہ اپنی قوم کی امامت کروایا کرتے تھے۔" [25]

"نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد دورِ صحابہؓ میں بھی خصوصی افراد معاشرے کی اہم شخصیات کے طور پر نمایاں رہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو فن تفسیر کے حوالے سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپؓ بڑھاپے میں نابینا ہوگئے تھے، لیکن عدم بصارت کے باوجود بھی کبار صحابہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مشہور مفسرین اور فقہاء نے آپ کے علم سے فیض حاصل کیا۔ انہی میں سے مشہور تابعین حضرت "مجاہد اور قتادہ" ہیں۔" [26]

---

[24] السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن ابی داؤد، دمشق، دارالرسالۃ العالمیۃ، ۱۴۳۰ھ، رقم الحدیث: ۳۶۴۱

[25] طارق خان، خصوصی بچوں کی تعلیم وتربیت، لاہور: سپیشل ایجوکیشن پراجیکٹ ایسوسی ایشن، ۱۹۹۶ء، ص: ۲۸

[26] قنبر حسن، خصوصی تعلیم ایک تاریخی جائزہ، لاہور: الامام پبلشرز، س ن، ص: ۵۳

"اسی طرح حسان بن ثابتؓ جو کہ شاعر رسول ﷺ تھے آپ بھی واقعہ افک میں منافقین کی سازش کا شکار ہو گئے تھے اور یہ بھی غلطی سے ہوا تھا۔ پھر آپ تائب بھی ہو گئے تھے۔ عمر کے آخری حصہ میں حسان بن ثابت نابینا ہو گئے تھے۔ اس حال میں آپ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی شان میں اشعار بیان کیا کرتے تھے حضرت مسرقؒ نے ایک دن ام المومنین سے کہا کہ آپ حضرت حسانؓ کو حاضری کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔" [27]

تو اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

"اِنَّہٗ کَانَ یُنَافِحُ اَوْ یُہَاجِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللہﷺ"[28]

(اس لیے کہ آپ (حسانؓ) حضور پاک ﷺ کی حمایت کرتے (یا یوں کہا کہ آپؓ نبی پاک ﷺ کی طرف سے مشرکین کی ہجو کیا کرتے تھے)۔

"جس طرح اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت فرمائی وہ موجود معاشرے کے لیے مشعل راہ ہے۔ نبی پاک ﷺ کے تربیت یافتہ افراد میں سے ہی ایک حضرت سائبؓ بن فروح ہیں جو کہ نابینا تھے۔ آپؓ ابو العباس الشاعر کے نام سے مشہور ہیں۔" [29]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے خصوصی افراد کو معاشرے میں ایک خاص مقام عطا فرمایا۔ ان کو دینی تعلیم وتربیت سے اس طرح آراستہ کیا کہ وہ معاشرے کے مفید شہری ثابت ہوئے۔

انہی مثالوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر آج کے دور میں ہم دیکھیں کہ معذور افراد کے ساتھ بعض دفعہ ایسا انسانیت سوز سلوک ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ اس لیے معاشرے کے ان خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت کی جانا لازمی ہے، تاکہ وہ معاشرے میں اہم کام سرانجام دے سکیں۔ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔

(د) خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت اور معاشرہ

خصوصی افراد بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ عام افراد کی طرح ان کو بھی ایسی تعلیم وتربیت کی ضرورت ہے، جس سے وہ معاشرے کے عام افراد کی طرح زندگی گزار سکیں۔ معاشرے کے عام افراد کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکیں۔

اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"[30]

(علم کی طلب (حاصل کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے۔)

---

[27] عمر فروخ، تاریخ الادب العربی، بیروت: المکتبۃ العلمیہ، س ن، ص:۲۹۸/۱

[28] بخاری، ابو عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل، الامام، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۱۴۶

[29] العسقلانی، ابن حجر، الامام، فتح الباری (مترجم)، علامہ محمد ابو الحسن، قاہرہ: دار الریان للتراث، س ن، ص:۶۳/۱۷

[30] ابن ماجہ، عبد اللہ محمد بن یزید، السنن، بیروت: دار الحیاء التراث العربی، ۱۹۷۵ء، رقم الحدیث: ۲۲۹

اس حدیث مبارکہ میں یہ بالکل نہیں کہا گیا کہ علم حاصل کرنا صرف نارمل افراد پر فرض ہے۔ اس میں تمام افراد شامل ہیں۔ خواہ وہ نارمل ہوں یا معذور ہوں، عورت ہو یا مرد ہو، لہٰذا خصوصی افراد کی معاشرے میں تعلیم و تربیت کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم ہے۔

ذیل میں چند ایسے نکات دیئے جارہے ہیں، جن سے یہ معلوم ہو گا، معاشرے میں خصوصی افراد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کیا ہے اور کیسے وہ تعلیم و تربیت کے ذریعے معاشرے کے ذمہ دار اور مفید شہری بن سکتے ہیں۔

۱۔ معاشرتی آگاہی اور ماحول سے مطابقت

خصوصی افراد کو معاشرے کے لیے ایک فرض شناس شہری بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو معاشرے کی آگاہی دی جائے۔ اگر خصوصی افراد کو مناسب معاشرتی آگاہی فراہم کی جائے گی، تو پھر ہی وہ معاشرے کے ساتھ قدم بقدم چلیں گے۔

خصوصی افراد اگر معاشرہ میں ہونے والی تبدیلیوں اور حالات وواقعات سے باخبر رہیں تو تبھی وہ معاشرے کے ذمہ دار شہری بن سکیں گے، لیکن اس کے لیے ان کو یہ آگاہی فراہم کرنی بھی ضروری ہے اور یہ آگاہی صرف مناسب تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اِسی طرح سے خصوصی افراد کے لیے اپنے ماحول سے مطابقت پیدا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ اُس معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُس معذور فرد کو اپنے اندر جذب کرے تاکہ وہ بھی کارآمد شہری بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔

"خصوصی افراد جب اپنے خاندان یا گھر سے نکل کر کسی دوسری جگہ جاتے ہیں، تو اجنبیت کی وجہ سے ان کے لیے ماحول سے مطابقت کا بڑا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے ماحول میں ان کے لیے اجنبیت کی وجہ سے رہنا مشکل ہوتا ہے۔ خصوصی افراد کی تعلیم و تربیت کے ذریعے انہیں معاشرے کے لیے ایک کارآمد شہری بنایا جا سکتا ہے، تاکہ ایسے افراد کا معاشرے میں خاص طور پر اجنبیت کے ماحول میں ایڈجسٹ کرنا آسان ہو اور وہ جس صلاحیت میں ماہر ہوں ویسے ہی خود کو سیٹ کر لیں اور یہ سب تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔" [31]

۲۔ ٹریننگ سنٹرز کے ذریعے نفسیاتی مسائل کا خاتمہ

ٹریننگ کے لیے خصوصی افراد کے مخصوص ادارے کسی بھی معذور فرد کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے افراد میں ووکیشنل مضامین کو زیادہ سے زیادہ شامل کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہ بچے ہنر سیکھ جاتے ہیں اور معاشرے کے دست نگر بننے کی بجائے اپنا بوجھ خود اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں اور بعض اوقات تو یہ معاشرے اور خاندان دونوں کے لیے ایک مفید رکن کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

"خصوصی افراد اپنی پسماندگی کی وجہ سے مختلف قسم کی نفسیاتی اُلجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے ان کی شخصیت نکھرتی ہے اور وہ معاشرے کے بااعتماد فرد ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ بغیر تعلیم کے ان افراد میں جھگڑا کرنا تنہائی پسند ہو جانا اپنے مستقبل

[31] محمد موسیٰ، ملک، معاشرے میں خصوصی معذور افراد، لاہور: وجدان پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۲۸

کولے کر پریشان رہنا، جبکہ تعلیم وتربیت کا مقصد ان تمام نفسیاتی مسائل کو ختم کر دیناہے، جو کہ اس فرد کے لیے الجھن کا باعث بنتے ہیں۔اس طرح یہ افراد بھی معاشرے کے عام افراد کی طرح زندگی گزار سکتے ہیں۔" [32]

چونکہ ٹریننگ سنٹرز کے ذریعے خصوصی افراد معاشرے میں ایک آزاد ماحول میں آکر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا سکتے ہیں۔ معاشرے میں آزادانہ کام کرنے سے اُن کی شخصیت نکھرتی ہے۔ وہ اپنے مستقبل کی فکر سے بھی آزاد ہو جاتے ہیں۔اِس طرح سے وہ معاشرے کے لیے ایک بااعتماد شہری بن سکتے ہیں۔

۳۔معاشرے کے افراد کے رویوں کی اصلاح

"جہاں افراد معاشرہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت کے ذریعے ان کو معاشرے کا مفید شہری بنائیں۔ تعلیم وتربیت کے ذریعے ان کو عام افراد معاشرہ کے برابر لے کر آئیں وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ معاشرہ اپنی بھی اصلاح کرے۔ پسماندہ افراد کو عام افراد کے برابر حقوق دیں، ان کو پیار ومحبت اور تحفظ فراہم کر کے ان کی اُلجھنوں کو کم کریں اور ان کے مسائل حل کرنے میں ان کی معاونت کریں۔" [33]

۴۔خصوصی طریقہ کار کے ذریعے تعلیم

خصوصی افراد کو تعلیم دینے کا انداز بھی خصوصی ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان کی معذوری کے مطابق اگر ان کی تعلیم وتربیت نہ کی جائے تو وہ کبھی بھی کچھ نہیں سیکھ سکیں گے۔ لہٰذا خصوصی معلم ایسے افراد کی ضروریات، دلچسپیوں اور اہلیت کو سامنے رکھتے ہوئے درست طریقہ تدریس کا انتخاب کرتا ہے۔ وہ ایسے سائنسی اور تجرباتی طریقہ کار اپناتا ہے، جس سے متعلقہ مواد خصوصی افراد تک پہنچتا ہے۔ معلم ہی ایسے افراد کی یاداشت، معلومات اور اخلاقی کردار کے مطابق تربیت کرتے ہوئے سیکھنے کی رغبت پیدا کرتا ہے۔ چونکہ خصوصی افراد میں نارمل افراد کی نسبت سیکھنے کا عمل سست ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے افراد کی تعلیم وتربیت کے لیے استقلال اور صبر وتحمل ضروری ہے۔

"اگرچہ خصوصی افراد کے لیے استعمال ہونے والے طریقہ ہائے تدریس ہی خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت میں استعمال ہوتے ہیں، لیکن بعض حالات میں یہ نارمل طریقے اتنے کارگر ثابت نہیں ہوتے، خاص طور پر اس وقت جب معذور افراد اعصابی نقائص کا شکار ہوں۔"[34]

۵۔ تکنیکی سہولیات کی فراہمی

"جس طرح خصوصی افراد کی بحالی کے لیے ان کی تعلیم وتربیت میں مخصوص طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تکنیکی سہولتوں سے بھی ان کی مدد کی جاتی ہے۔ یہ امداد ان افراد کی زندگی کو ہموار کرنے میں مدد دیتی ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ایسی امداد پہلے حسی اور غیر حسی تجربات سے حاصل کی جائیں۔ کیونکہ تکنیکی سہولت معذوری کی نوعیت کے مطابق فراہم کی جاتی ہے۔" [35]

---

[32] Illing worth, Development of the infant & young, New York, Prentic Hall, P:63

[33] غلام فاروق، تناظرات خصوصی تعلیم، لاہور: مجید بک ڈپو، ص: ۱۸۸

[34] ایضاً، ص۱۸۸

"جیسا کہ بصری آلات جو دیکھنے میں مدد دیتے ہیں یہ آلات معذوری کے مطابق مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔ Closed سرکٹ ٹی وی آلات کی مدد سے ایک کمزور نظر والا فرد چھپے ہوئے مواد کو پڑھ سکتا ہے۔ بصارت سے محرومی یا نقص ہونے سے انسان کی زندگی اس قدر متاثر ہوتی ہے کہ وہ روزمرہ کا گھر کا کام کاج بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان اثرات کو ماہر اساتذہ یا بحالی مشیروں کی مدد سے کم کیا جا سکتا ہے اور ایسے شخص کی عام سرگرمیوں میں شرکت اسی وقت ممکن ہے، جب خصوصی امداد آلات کے تمعم لوازمات دستیاب ہوں۔" [36]

سمعی تکنیکی آلات نے معذور افراد کی تعلیم میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اب چونکہ تعلیم و تربیت کا عمل تیز ہو چکا ہے۔ عام سمعی نقائص والے بچے اور سمعی معذور بچوں کو تعلیم کے ایک جیسے مواقع میسر ہیں۔ جس کی وجہ سے عام افراد کی طرح خصوصی افراد بھی اپنے روزمرہ کا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

۶۔ ذہنی پسماندگی کی صورت میں امدادی آلات

ایسے افراد جو ذہنی طور پر پسماندہ ہوتے ہیں۔ ان کو عام معذور افراد سے زیادہ امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ تبھی ایسے افراد معاشرے میں ٹھیک طریقے سے گزر بسر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسے افراد کی تعلیم و تربیت میں عام خصوصی افراد کی نسبت زیادہ محنت درکار ہوتی ہے۔ ذہنی معذوری جتنی زیادہ ہو گی۔ اتنی ہی تعلیم و تربیت میں زیادہ امداد کی ضرورت پیش آئے گی۔ کیونکہ ایسے افراد کی تعلیم و تربیت کے لیے دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ ذہنی شعور بھی بحال کرنا ضروری ہو گا۔ کیونکہ ذہنی شعور کے مسائل، تعلیمی مسائل اور گفتگو کرنے کے مسائل یہ ایسے مسائل ہیں، جن سے ذہنی معذور کو واسطہ پڑتا ہے، لیکن اگر ایسے ذہنی پسماندہ افرد کو امدادی آلات فراہم کیے جائیں۔ تو یہ بھی صورت حال کو جلد بھانپ جانے کی صلاحیت پیدا کر سکتے ہیں، جس سے ان کی حالت میں بڑی حد تک بہتر آجاتی ہے۔

"ان کی ذہنی حالت کو بہتر بنانے کے لیے بالکل سادہ طریقے سے ان کی تعلیم و تربیت شروع کی جانی چاہیے۔ جیسا کہ اگر چار پانچ کارڈ پر کوئی ہندسے یا الفاظ لکھ کر ان کو بے ترتیب صورت میں ان بچوں کے سامنے رکھیں اور ان کی کہیں کہ ان کی درست ترتیب لگائیں اور ہندوسوں کو درست کریں یا فقرہ یا لفظ کی ترتیب درست کر کے صحیح فقرہ یا لفظ بنائیں۔" [37]

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ ذہنی طور پر پسماندہ بچوں کی تعلیم و تربیت زیادہ سادہ انداز میں شروع کی جانی چاہیے، تاکہ وہ ابتداء میں ہی بیزار نہ ہو جائیں۔ ان بچوں پر چونکہ زیادہ محنت ہوتی ہے۔ لہٰذا معاشرے کے ساتھ ان بچوں کا میل جول قائم رکھنے کے لیے ابتدائی درجے سے ان کی تعلیم شروع کرنا ضروری ہے۔

۷۔ جسمانی معذوری کی صورت میں امدادی آلات

---

[35] اعوان، روبینہ، ذہنی پسماندہ بچوں کی تعلیمی و سماجی بحالی، لاہور: مجید بک ڈپو، س ن، ص:۷۶ـ۷۷

[36] ایضاً، ص:۷۸ـ۷۹

[37] محمد موسیٰ ملک، معاشرے میں خصوصی معذور افراد، لاہور: جدران پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص:۱۵۱

جس طرح ذہنی طور پر معذور افراد کی تعلیم و تربیت کے لیے محنت درکار ہوتی ہے، بالکل اسی طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لیے بھی محنت درکار ہوتی ہے، لیکن ایسے افراد چونکہ ذہنی طور پر باشعور ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسے افراد کو معاشرے کا مفید شہری بنانے کے لیے آج کے ترقی یافتہ دور میں امدادی آلات بھی موجود ہیں۔

"مثال کے طور پر مصنوعی اعضاء کو جسمانی معذور شخص کے جسم کے متاثرہ حصہ کی جگہ پر لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً مصنوعی ٹانگ یا بازو وغیرہ اس طرح یہ جسم سے الگ ہونے والے اعضاء کا کام سرانجام دیتا ہے۔ دونوں ٹانگوں سے محروم شخص کو وہیل چیئر (پہیوں والی کرسی) دی جاتی ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ ادھر اُدھر مڑھنے کے لیے اپنے بازو استعمال کرے۔ Prothetics اور Orthetics کی سائنس میں انجینئرنگ کے آلات بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان آلات کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ بندہ اپنے بچے کھچے جسم کے حصہ سے فائدہ اٹھا سکے۔ معاشرے کے روزمرہ کے کاموں میں حصہ لے سکے۔ اس طرح ایک خصوصی فرد بھی خود انحصاری حاصل کر سکتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی نے امدادی آلات کو بھی مزید آسان بنا دیا ہے۔" [38]

یعنی خصوصی افراد پر اگر ذرا سی توجہ دی جائے اور ان کی مناسب تعلیم و تربیت کی جائے ان کے لیے امدادی سامان فراہم کیا جائے تو اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ وہ معاشرے کے لیے ایک ذمہ دار فرد ثابت ہوں گے اور ہر فرد اپنی اہلیت کے مطابق اپنا اپنا حصہ معاشرے کی بہتری کے لیے ڈالتا رہے گا۔

۸۔ ٹائپ رائٹر کا استعمال

"ٹائپ رائٹر خصوصی افراد کے خیالات کے اظہار کا ایک موثر ذریعہ ہے اور ان کی تعلیمی سرگرمیوں اور تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے، جو افراد اپنے ہاتھوں اور انگلیوں کا استعمال کرتے ہیں اور اس کام میں ماہر ہیں وہ ٹائپ رائٹر کو اپنے ہاتھوں اور انگلیوں سے استعمال کرتے ہیں۔ آج کل تو ایسے ٹائپ رائٹر بھی ایجاد ہو چکے ہیں، جن کو استعمال کرنے کے لیے نہایت ہی ہلکا ٹچ دینا پڑتا ہے۔" [39]

۹۔ مالی معاونت کا نظام قائم کرنا

خصوصی افراد کی تعلیم و تربیت میں مالی معاونت کا نظام ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ معاونت کا سب سے بڑا ذریعہ تو حکومت ہے اور دوسرا ذریعہ مخیر حضرات ہیں۔

"حکومت مالی معاونت کے لیے امداد اپنے بجٹ میں سے ہی مختص کرتی ہیں اور مخیر حضرات جو خیرات دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ وغیرہ بھی اکٹھی کی جاتی ہے اور بعض اوقات یہ امداد تکنیکی آلہ جات کی صورت میں بھی دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ NGOs بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ خصوصی افراد کی بحالی، تعلیم و تربیت اور ضروریات کی طرف توجہ دیتی ہیں۔ یہ NGOs غیر سرکاری تنظیمیں ہوتی ہیں اور اس کے ممبران اپنے تعلقات کو استعمال کر کے یا پھر اپنی جیب سے خصوصی افراد کے لیے سرمایہ اکٹھا کرتے ہیں۔" [40]

---

[38] ایضاً، ص:۱۵۶

[39] آکاش، غلام احمد، بچوں کی نشوونما اور بہرے پن کی نفسیات، لاہور حمند بک ڈپو، ۲۰۰۱ء، ص:۲۳

[40] ایضاً، ص:۲۵

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصی افراد کی تعلیم وتربیت اور معاشرے کے مفید شہری بنانے میں حکومت، مخیر حضرات اور NGOs کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔

۱۰۔ جسمانی، روحانی اور ذہنی نشو و نما کی تعلیم وتربیت

"خصوصی افراد کی ذہنی، جسمانی اور روحانی نشو و نما ضروری ہے۔ ایسے افراد جو کہ ذہنی طور پر پسماندگی کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم وتربیت کیا جانا نہایت ضروری ہوتا ہے اور ان کی تعلیم وتربیت ہی سب سے حساس کام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی اور ذہنی تربیت بھی ضرورت ہے اور جسمانی تربیت بھی ضروری ہے، تاکہ وہ درست معنی میں معاشرے کے مفید شہری بنیں۔" [41]

عموماً ان بچوں کی جسمانی، روحانی اور ذہنی نشو و نما کے لیے اور ان کی مناسب تعلیم وتربیت کے لیے طریقہ تربیت بھی مد نظر رکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ

☆ خصوصی افراد کی صلاحیت اور اس کا استعمال۔

☆ خصوصی افراد کا مزاج اور ان کے رویے۔

☆ خصوصی افراد کی خصوصی ضروریات۔

☆ ان کی تعلیم وتربیت کا طریقہ تدریس۔

☆ گردوپیش کا ماحول، تعلیمی ادارے اور معاشرہ۔

"یعنی جس بچے میں جس قسم کی معذوری ہوگی، اس کے ساتھ ویسے ہی نبرد آزما ہوا جائے اور ان کی تعلیم وتربیت اس کی ویسی ہی جسمانی، روحانی اور ذہنی استعداد کے مطابق کی جائے۔ جیسا کہ جسمانی معذوری والے افرد کے طریقہ تدریس وتربیت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کرنا پڑتی، لیکن سماعت وبصارت سے محروم بچوں کے لیے الگ طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔" [42]

مندرجہ بالا بحث میں خصوصی افراد (معذور افراد) کے حوالے سے چند ایک معاشرتی ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں۔ اِن سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ معذور افراد کو ایک ذمہ دار شہری بنانے میں معاشرے کا ایک اہم کردار ہو سکتا ہے تاکہ وہ ایک ذمہ دار شہری بن سکیں۔ معاشرے میں ایسے افراد کے لیے ٹریننگ سنٹرز بنائے جاسکتے ہیں جہاں اُن کو ذہنی نشو و نما بھی میسر آتی ہے۔ معاشرے کے افراد کو ایسے افراد کے ساتھ نرمی اور شفقت بھرا رویہ روا رکھنا چاہیے۔ خصوصی افراد کی صلاحیتوں کو جانچا جائے اور اُن کی صلاحیتوں کے مطابق تعلیم وتربیت کی جائے۔ معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ ایسے خصوصی افراد کے لیے جدید تکنیکی سہولتوں کو بھی مدِ نظر رکھا جائے۔ ذہنی اور جسمانی پسماندگی کی صورت میں خصوصی افراد کو امدادی آلات بھی فراہم کیے جائیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ ایسے اِداروں کی مالی معاونت بھی کی جاسکتی ہے جو کہ معذور افراد کی تعلیم وتربیت میں کردار ادا کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

---

[41] قنبر حسن، خصوصی تعلیم کے نئے اُفق، لاہور: الامام پبلشرز، س ن، ص: ۲۳۲

[42] ایضاً، ص: ۲۳۵

مندرجہ بالا تمام بحث کا یہ خلاصہ کیا جا سکتا ہے کہ معذوری ایک ایسا جسمانی یا دماغی عارضہ ہے جو اِنسان کے روزمرہ کے معمولاتِ زندگی کی انجام دہی کی اہمیت پر اثر انداز ہوتا ہے اور انسان کے اندر کام کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیتا ہے یا ختم کر دیتا ہے۔ قرآن و حدیث میں معذور افراد کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔اِس کے ساتھ ہی شریعت نے معذور افراد کو کچھ چھوٹ بھی دی ہوئی ہے۔

لہٰذا ایسے معذور (خصوصی) افراد کے لیے معاشرے کی طرف بھی کچھ ذمہ داریاں بنتی ہیں تاکہ معذور افراد کی مناسب تعلیم و تربیت ہو سکے اور وہ معاشرے کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکیں۔اِس طرح سے اسلام نے معذور افراد کو معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے خود کفیل ہو کر معاشرے کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے کو کہا ہے۔ خصوصی افراد کو معاشرے میں ایک کامیاب فرد بنانے کے لیے ایک صحت مند ماحول اور مناسب تربیتی اِدارے ہونا ضروری ہے۔

اسلام نے بھی معذور افراد کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی ہے اور معذور افراد کو اُن کے حقوق بھی دیئے ہیں اور یہ بات قرآن و حدیث سے بھی ثابت شدہ ہے کہ اسلام نے معذور افراد پر اُن کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا۔اِس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا اسوہ قابلِ تقلید ہے کہ معذور افراد بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں اور اُن کو بھی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔